SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:3 (2024) PAGE NO: 1-11
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Azmat Bibi, Dr. Hafiz Mohsin Zia Qazi, & Farah Sadique. (2024). Virtues and Rulings of Remarriage with Divorced and Widowed Women: An Analytical and Applied Study: مطلقہ اور بیوہ سے عقد ثانی کے فضائل و احکام: ایک تجزیاتی و اطلاقی مطالعہ. Shnakhat, 3(3). Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/312

" Virtues and Rulings of Remarriage with Divorced and Widowed Women: An analytical and Applied Study

مطلقہ اور بیوہ سے عقد ثانی کے فضائل واحکام: ایک تجزیاتی واطلاقی مطالعہ "

Azmat Bibi[1] Dr. Hafiz Mohsin Zia Qazi[2] Farah Sadique[3]

PhD Research Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia, MY University Islamabad at-azmatbibi6@gmail.com
Associate Professor/Director Institute of Islamic Studies & Sharia, MY University Islamabad at-hod.islamicstudies.myu.edu.pk
MPhil Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat at-naeemulirfan@gmail.com

Abstract

People bought oppressed women for their own luxury and treated them like animals and it became their nature, this sex was sold in the markets like weak sheep and goats. They were deprived of rights, free trade was prohibited and they were considered despised and humiliated in the society, even some Arabs considered women as a disgrace. They used to be buried alive. In this study, the benefits of remarriage with divorced women (Mutalqa) and widows have been evaluated from the perspective of Quran and Sunnah. The study emphasizes important moral and social benefits, highlighting the inclusive and caring values of Islam. In this research, through an analysis of the Qur'an and Hadith, laws presented by Islamic teachings for the support of divorced women and widows and for marriage have been described. The study also sheds light on how these marriages contribute to fostering empathy and communal unity. This study seeks to advance the offer of remarriage to divorced women and widows in the world by elucidating the religious virtues and social benefits in accordance with the ethical and humanitarian principles of Islam.
Keywords: widow, divorced, remarriage, Quran and Sunnah, society etc.

لوگ اپنی عیش و عشرت کے لیے مظلوم عورتوں کو خریدتے اور جانوروں کی طرح سلوک کرتے اور یہ عادت بن چکی تھی ان کی، عورت بازاروں میں کمزور بھیڑ بکریوں کی طرح بکتی تھی۔ وہ اپنے حقوق سے محروم تھیں، آزادانہ لین دین ممنوع تھااور انہیں معاشرے میں کمتر اور ذلیل سمجھا جاتا تھا، یہاں تک کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ عورتوں کو ذلت سمجھتے تھے۔ انہیں زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ اس تحقیق میں طلاق یافتہ خواتین (طلاق تافتہ) اور بیواؤں کے ساتھ دوبارہ شادی کے فوائد کا قرآن وسنت کے نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے گا۔ یہ مطالعہ اہم اخلاقی اور سماجی فوائد پر زور دیتا ہے، جو اسلام کی جامع اور خیال رکھنے والی اقدار کو اجاگر کرتا ہے۔ اس مقالے میں قرآن وحدیث کے تجزیے کے ذریعے طلاق یافتہ خواتین اور بیواؤں کی حمایت اور شادی کے لیے اسلامی تعلیمات کی طرف سے پیش کردہ قوانین بیان کیے گئے ہیں۔ یہ تحقیق اس بات کی نشاندہی کرے گی کہ یہ شادیاں ہمدردی اور فرقہ وارانہ یکجہتی کے فروغ میں کس طرح معاون ثابت ہوتی ہیں۔ یہ مطالعہ اسلام کے اخلاقی اور انسانی اصولوں کے مطابق مذہبی خوبیوں اور معاشرتی فوائد کو واضح کرتے ہوئے دنیا میں طلاق یافتہ خواتین اور بیواؤں کے ساتھ دوبارہ شادی کی پیشکش کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔

کلیدی الفاظ: بیوہ، مطلقہ، دوبارہ شادی، قرآن وسنت، معاشرہ وغیرہ۔

تعارف:

مطلقہ وہ عورت ہے جسے اس کے شوہر نے طلاق دے دی ہو۔ طلاق کے بعد بیوی اپنے شوہر سے الگ ہو جاتی ہے اور اپنی نئی زندگی شروع کر سکتی ہے۔ طلاق کا کام عدالت یا مذہبی قوانین سے مکمل ہوتا ہے۔ عورت کے حقوق اور ذمہ داریاں مختلف ہو سکتی ہیں، جیسے کہ گھ جوڑ، بچوں کی کفالت وغیرہ، مختلف معاشروں میں طلاق یافتہ خواتین کے ساتھ مختلف سلوک کیا جاتا ہے، بعض جگہوں پر انہیں قبول کیا بھی جاتا ہے اور بعض جگہوں پر انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

> "عربی میں بیوہ کو ''ارملہ'' کہتے ہیں۔ اس سے مراد وہ عورت ہے جس کا شوہر مر گیا ہو، اور عرب میں کہا جاتا ہے کہ جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا ہے تو وہ اپنے خاندان سے محروم ہو جاتی ہے اور غریب ہو جاتی ہے۔ وہ بڑی تلخی اور درد محسوس کرتی ہے۔ اس کا ذریعہ روزگار ختم ہو جاتا ہے اس لیے اسے ارملہ کہا جاتا ہے۔"[1]

اردو میں ایسی عورت کو بیوہ کہا جاتا ہے جس کا شوہر مر گیا ہو۔ شوہر کی وفات کے بعد عورت کو مختلف قانونی اور معاشرتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بیوہ کو اپنے شوہر کی موت کے بعد کچھ قانونی حقوق ملتے ہیں جیسے وراثت، بچوں کی کفالت، جائیداد کا حصہ وغیرہ۔ مختلف معاشروں میں بیواؤں کے ساتھ رویہ مختلف ہوتا ہے، بعض جگہوں پر انہیں عزت اور حمایت ملتی ہے، جب کہ بعض جگہوں پر انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا ہے۔

عدت:

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا:

1 الزبیدی: تاج العروس، للعلامہ مرتضی زبیدی، ج29/101۔ مکتبہ دار الھدایہ

"اور تم میں سے جو (شوہر) فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ عورتیں ایک سو تیس دن یعنی چار مہینے دس دن عدت میں رہیں۔"[2]

اس آیت سے ظاہر ہے کہ بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ اسی طرح طلاق یافتہ عورت کی عدت کی بابت ارشاد ہے:

"اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں، اور ان کے لیے جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھپانا، اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہوں، اور اس مدت کے اندر ان کے شوہروں کا زیادہ حق ہے۔ اگر وہ اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اپنی زوجیت میں واپس لے جائیں، اور دستور کے مطابق عورتوں کو مردوں پر وہی حقوق حاصل ہیں جتنے مردوں کو عورتوں پر، لیکن مردوں کو ان پر فضیلت ہے، اور اللہ غالب، حکمت والا ہے۔"[3]

اس آیت میں طلاق یافتہ خواتین اور ان کے حقوق و فرائض بیان کیے گئے ہیں۔ طلاق کے بعد خواتین کو تین ماہواری کا انتظار کرنا چاہیے۔ اس مدت کو عدت کہتے ہیں۔ عورتوں کو اس مدت میں حمل چھپانے کی اجازت نہیں ہے، اگر وہ اللہ پر ایمان رکھتی ہوں۔ حمل کی موجودگی طلاق کے بعد کے مسائل کو حل کرنے میں اہم ہے۔ عدت کے دوران شوہروں کو اپنی بیویوں سے دوبارہ نکاح کرنے کا حق ہے، بشرطیکہ وہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اور بہتر تعلقات قائم کرنے کے لیے۔ مرد و عورت کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں جو شریعت کے مطابق متعین ہیں۔ جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی مردوں پر حقوق ہیں۔ مردوں کو عورتوں پر کچھ فوقیت دی گئی ہے اور یہ برتری ان کی ذمہ داریوں اور خاندانی معاملات میں ان کی قیادت کی وجہ سے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے احکام میں بڑی حکمت اور دانائی ہے۔ حاملہ عورت کی عدت کے بارے میں ارشاد ہے:

"اور حمل والیوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے۔"[4]

جو عورت حاملہ ہو اور طلاق یافتہ ہو، اس کی عدت اس کا حمل ہے۔ یعنی جب تک وہ بچہ پیدا نہ کرے اس کی حیض ختم نہیں ہوگی۔ اس کا مقصد حمل کے دوران اور بچے کی پیدائش تک عورت کی حفاظت اور دیکھ بھال اور والدین کی ذمہ داریوں کا تعین کرنا ہے۔ مطلقہ اور بیوہ، دونوں کے حمل کی حالت معلوم کرنے کے لیے ایک جتنا وقت مقرر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن نے فرمایا:

"اے نبی آپ اپنی بیویوں کو ان کی عدت کے مطابق طلاق دیں اور عدت کی مدت کا صحیح حساب کریں۔"[5]

اسلام میں طلاق اور عدت کے قوانین کا مقصد ازدواجی بندھن کو غیر ضروری طور پر ختم کرنے سے بچنا ہے اور اگر طلاق ناگزیر ہے تو فریقین کے حقوق اور عزت کی حفاظت کرنا ہے۔ عدت کے دوران عورت کی حالت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے، جیسے حیض کی صورت میں تین ماہواری اور حاملہ عورت کے حاملہ ہونے تک انتظار کرنا۔ یہ قوانین سماجی اور خاندانی نظام کے تحفظ اور استحکام کے لیے ہیں۔ طلاق دیتے وقت عورت کی عدت (یعنی عدت) کو مد نظر

---

2 البقرة:234

3 البقرة،228

4 الطلاق:4

5 الطلاق:١

رکھنا ضروری ہے۔ عدت کا مطلب طلاق کے بعد بیوی کو ایک مقررہ مدت کا انتظار کرنا پڑتا ہے جو مختلف حالات (مثلاً حیض، حمل وغیرہ) میں مختلف ہوتی ہے۔ اور اس کا مکمل احترام کیا جائے۔ عدت کے دوران مرد و عورت دونوں کو اس عدت کے احکام کی پابندی کرنی چاہیے۔

قبل اسلام حیثیت:

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں بیوہ ہونے والی عورت کے لیے ایک سال (365 دن) عدت گزارنے کا رواج تھا اور یہ انتہائی بدقسمت سمجھا جاتا تھا۔ بارہ مہینے تک اسے نہانے اور ہاتھ دھونے کے لیے پانی تک نہ دیا جاتا اور نہ اسے کپڑے دیے جاتے تھے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے۔

> "حضرت زینب بیان کرتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں خاوند کی وفات کے بعد عورت انتہائی تنگ کمرے میں قید ہو جاتی، بدترین لباس پہنتی اور اسی حالت میں ایک سال (365 دن) تک خوشبو لگانے سے پرہیز کرتی۔ پھر اس کے پاس گائے، گدھا یا پرندہ لایا جاتا اور وہ عدت سے باہر نکل جاتی۔ ایسا شاذ و نادر ہی ہوا کہ اس نے کسی جانور کو چھوا اور مرا نہ ہو۔ باہر نکلتے ہی اسے ایک انگوٹھی ملتی تھی جسے وہ پھینک دیتی تھی، اب وہ خوشبو، مہک وغیرہ جیسی کوئی بھی چیز استعمال کر سکتی ہے۔"[6]

اوپر بیان کی گئی تمام رسومات کی اسلام سخت مذمت کرتا ہے اور عدت کے لیے ایک باوقار اور مناسب طریقہ تجویز کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، بیوہ کی عدت 4 ماہ 10 دن ہے۔ بیوہ کو عدت میں نئے کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے منع کیا گیا ہے، لیکن یہ ممانعت صرف غم کی حالت کی علامت ہے، اسے اذیت دینے کی نہیں۔ عربوں میں، ایک بیوہ اپنے شوہر کے وارثوں کی ملکیت بن جاتی، جو ان کے ساتھ جیسا چاہتے سلوک کرتے تھے۔[7] شوہر کی موت یا طلاق کے بعد اسے دوبارہ شادی کرنے کی اجازت نہیں تھی، دوسری جائیداد اور جانوروں کی طرح وہ بھی انہیں وراثت میں ملی تھیں۔[8]

اسلام اور بیوہ عورت:

اگر زمانہ جاہلیت کی تہذیبوں اور ثقافتوں کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ عورتیں خصوصاً بیواؤں اور طلاقوں کی تاریخ بہت دردناک اور عبرت ناک تھی۔ عورت کی عظمت اور اس کے صحیح مقام کا تصور دین اسلام کے سوا کہیں نہیں ملتا۔ اپنی پوری قوت سے اس نے اپنے سہارے کا سایہ لیا اور اس کی زندگی کو اچھے ماحول میں ڈھالا، اسے معاشرے میں عزت سکھائی اور اسے وہ اعلیٰ مقام دیا جس کی وہ حقدار تھی۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب اور معاشرہ اس کی مثال نہیں دے سکتا، عموماً کمزوروں کو حقوق اسی وقت ملتے ہیں جب انہیں حاصل کرنے کے لیے تگ و دو کی جائے، ورنہ موجودہ دور میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام نے تمام حقوق اس لیے نہیں دیے کہ بیوہ و مطلقہ اس کا مطالبہ کر رہی تھی، یہ اس کے فطری حقوق تھے۔ یہاں اسلام نے بیواؤں اور طلاق یافتہ عورتوں کو جو حقوق دیے ہیں ان کا ذکر ہے۔ چنانچہ رب کا فرمان ہے:

---

6 امام بخاری: صحیح بخاری شریف، للامام محمد بن اسماعیل بخاری۔ حدیث نمبر 5337، دار طوق نجات بیروت۔ ط 1/1422ھ

7 سلیمان ندوی، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، حصہ 429/6، ادارہ اسلامیات لاہور سن طباعت 2002م

8 ابوالحسن الندوی، اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض، ص 39 ناشر جامعہ مؤمنات اسلامیہ لکھنؤ 1999م

"اور تم میں سے جو فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی بیویوں کے حق میں وصیت کریں کہ انہیں ایک سال تک کی خرچ دیا جائے اور گھر سے نہ نکالا جائے، چاہے وہ خود گھر سے نکلیں اور جو چاہیں کریں۔ (یعنی نکاح) تو تم پر کوئی گناہ نہیں، اور خدا بڑی حکمت والا ہے۔"[9]

یہ آیت تلاوت کے لحاظ سے شروع میں ہے لیکن نزول کے لحاظ سے آخر میں ہے اور اس آیت کی وجہ سے عدت کا ایک سال حذف ہو گیا۔

"اور تم میں سے جو فوت ہو جائیں اور عورتوں کو چھوڑ دیں تو وہ عورتیں چار مہینے دس دن تک اپنے آپ سے پرہیز کریں، پھر جب وہ عدت پوری کر لیں اور اپنی پسند کا کام کر لیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ خدا تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔"[10]

بیوہ کی عدت طویل ہونے کی وجہ سے بہت سی پریشانیاں تھیں، اس لیے اسلام نے عدت کی مدت 4 ماہ 10 دن کر دی اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ حیض ختم ہونے کے بعد عورتیں جو کرتی ہیں اس میں وارثوں کے لیے کوئی گناہ نہیں کیونکہ حیض ختم ہونے کے بعد انہیں دوبارہ نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ اور سجاوٹ جو پہلے ان کے لیے ممنوع تھی اب ان کی اجازت ہے۔ ہاں اگر وہ عدت کے دوران ایسا کچھ کہتیں تو اس کے سرپرستوں اور دیگر مسلمانوں کو اسے روکنے کا حق حاصل تھا۔ اس سلسلے میں اگر انہیں حکومتی تعاون کی ضرورت بھی ہو تو انہیں اسے قبول کرنا چاہیے۔ تاہم، عدت گزرنے کے بعد، مزید پابندیاں نہیں ہیں. بلکہ اپنے معاملات میں خود مختار ہیں۔ ایک بیوہ کی طرف سے دوبارہ شادی کرنے سے انکار یا حوصلہ شکنی نہیں کی جانی چاہیے جیسا کہ ہمارے معاشرے میں ہندومت کے اثر کی وجہ سے ہے۔ ظلم یہ تھا کہ ایک شخص کے مرنے کے بعد اس کے گھر کے مکینوں کو اس کی بیوی سمیت اس کی جائیداد وراثت میں مل جاتی۔ اس لیے وہ اس کا نکاح کسی اور سے کر دیں گے، اگر وہ چاہیں تو اس کی شادی نہیں ہونے دیں گے۔ اس عورت کے سسرال والے اس بیوی کو جہیز دینے والوں سے زیادہ حقدار سمجھے جاتے تھے۔ وہ غیر شادی شدہ رہی اور زندگی بھر ویسا ہی رہنے پر مجبور تھی یا اس کا شوہر مرتے ہی کوئی آکر اس پر کپڑا، چادر ڈال دیتا اور اسے اپنا مختار سمجھا جاتا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔[11]

"اے ایمان والو! تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ عورتوں کو زبردستی میراث کے طور پر لے لو اور نہ ان کو روکو کہ تم نے جو مال ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لے لو، سوائے اس کے کہ اگر وہ کوئی صریح غلط کام کریں، اور عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو، اگر وہ تمہیں پسند نہیں تو ممکن ہے کہ تمہیں کوئی چیز پسند نہ آئے، لیکن اللہ نے اس میں بہت سی خوبیاں رکھی ہیں۔"[12]

"ایک مرتبہ حضرت سعد بن ربیع کی بیوہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یہ دونوں بیٹیاں سعد بن ربیع کی ہیں۔ جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور کیا اب ان کے چچا کا ان پر کوئی حق

---

9 البقرۃ:240

10 البقرۃ:234

11 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم ج3/396-397، تحقیق: مصطفی السید محمد دار النشر: مؤسسۃ قرطبۃ بیروت

12 النساء:19

نہیں ہے۔ جس پر وراثت کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان لڑکیوں کے چچا کو بلایا اور فرمایا کہ دو تہائی سعد کی دو بیٹیوں کو اور آٹھواں حصہ ان کی بیوہ کو دو۔ اور اس کے بعد کے بچے آپ کے ہیں۔"[13]

آپ ﷺ بیوہ خواتین کی خبر گیری فرماتے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت سراقہ بن جعشمؓ سے فرمایا:

"کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ اس نے کہا تم ضرور کہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بیٹی کا خیال رکھنا جو تمہیں واپس کر دی گئی ہے اور اس کی دیکھ بھال کرنے والا تمہارے سوا کوئی نہیں۔"[14]

بیوہ کے بچوں کے ساتھ یا طلاق یافتہ عورت کی تسکین کے لیے جو اپنے جذبات کو دبا کر کسی دوسرے شخص سے شادی نہیں کرتی اور صرف اپنے یتیموں کی پرورش اور خدمت کی خاطر ازدواجی زندگی کی خوشیوں اور لذتوں سے دور رہتی ہے۔ استقامت عفت و عصمت کو اپنا کر اور زیب وزینت کو چھوڑ کر وہ اپنی زندگی کے باقی ایام کو قربان کر دیتی ہے اور اس کے حسن وجمال کو فنا کر دیتی ہے، رسول ﷺ نے ایسی عورت کے بارے میں فرمایا:

"جس عورت کا چہرہ (بچوں کی پرورش اور پرورش کی محنت اور کوشش سے) کالا ہو گیا ہو وہ قیامت کے دن ایسی ہو گی (اس حدیث کی روایت) شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا (مطلب یہ تھا کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں اسی طرح قیامت کے دن میں ﷺ اور وہ بیوہ قریب ہوں گے)۔ رسول اللہ ﷺ اور سیاہ فام کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو خوبصورتی اور عزت و مرتبے کے باوجود صرف اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لیے دوبارہ شادی کرنے سے گریز کرتی ہے جب تک کہ وہ بچے بالغ نہ ہو جائیں۔ اپنی ماں پر منحصر ہیں جب تک موت انہیں الگ نہ کر دے۔"[15]

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے اس بیوہ کی بہت تعریف کی جو اپنے یتیموں کی پرورش کرتی اور ان کو تعلیم دیتی اور اس کے لیے بڑے انعام کا اعلان فرمایا:

"جو عورت اپنے بچوں پر بیٹھے گی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گی، رسول اللہ ﷺ نے اپنی درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا (ایسی عورت جنت میں میرے اتنے قریب ہو گی جتنا کلمہ والی انگلی سے درمیانی انگلی)۔[16]

ماں کی محنت اور اس کی محبت اسے دنیا و آخرت میں اعلیٰ مقام عطا کرتی ہے۔ بچوں کی پرورش اور تربیت ماں کی سب سے اہم ذمہ داری ہے۔ اگر ماں اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے ادا کرے تو اس کا اجر عظیم ہے۔ یہ حدیث ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ ہمیں اپنی ماؤں کے ساتھ رہنا چاہیے۔ ان کے ساتھ

---

13 ابوداؤد۔ سنن ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، حدیث نمبر 2891، الناشر: دار الرسالۃ العالمیۃ بیروت، ط 2009/1م

14 بخاری، امام محمد بن اسماعیل، ادب المفرد، حدیث نمبر (80) دار البشائر الاسلامیۃ بیروت۔ ط 1989/3م

15 ابوداؤد، امام سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر (5149) محمد محی الدین المکتبۃ العصریۃ بیروت

16 ابن بشران۔ ابو قاسم بشران، امالی ابن بشران، حدیث نمبر (869) الناشر، دار الوطن الریاض، ط 1418/1ھ

اچھا سلوک کیا جائے، ان کی قربانیوں کی قدر کی جانی چاہیے۔ یتیموں کی پرورش بہت بڑی ذمہ داری ہے اور اس کو ادا کرنے والی عورت کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ یتیموں کی پرورش اسلام میں بہت بڑی نیکی ہے۔ جو لوگ یتیموں کی کفالت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔ یہ حدیث ہمیں بیواؤں اور یتیموں کی مدد کرنے اور ان کی کفالت کرنے کی ترغیب دیتی ہے اور یہ بہت بڑی نیکی ہے اور دنیا اور آخرت میں اس کا اجر عظیم ہے۔ اس حدیث میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن جنت کا دروازہ کھولا اور ایک بیوہ نے جنت میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ یہ حدیث بیواؤں کی قربانیوں اور یتیموں کی پرورش کی عظمت کو بیان کرتی ہے اور ہمیں بیواؤں اور یتیموں کی مدد اور مدد کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کام کا بہت بڑا اجر اور ثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فضائل اور ان بیواؤں سے متعلق ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام نے بیواؤں سے شادیاں کیں جس کی وجہ سے غریب گھرانے آباد ہوگئے۔[17]

دین اسلام میں مطلقہ:

اسلام میں عزت کی زندگی گزبسر کرنے کے لیے شادی سے بہتر کام کوئی اور نہیں، جب تک کہ میاں بیوی میں پیار، محبت، ایثار و قربانی کا جذبہ نہ ہو، مزاج میں ہم آہنگی نہ ہو تو پھر میاں بیوی کے لیے دین اسلام میں دو راستے متعین کیے گئے ہیں، ایک اپنی زندگی تلخیوں کے لیے وقف کر کے دنیا و آخرت میں برباد ہو جاؤ، دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک علیحدگی کا طریقہ طے کرنے کا تعلق ہے، اسلام اسی طریقہ کی تعلیم دیتا ہے، اور یہ طریقہ طلاق ہے، لیکن اس کو ترجیح نہیں دی جاتی، لیکن جس چیز سے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ نفرت کرتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ کے ہاں پاک چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز (عمل) طلاق ہے۔"[18]

طلاق اگرچہ شریعت میں حلال ہے لیکن وہ ایسا کام ہے جو اللہ کو ناپسند ہے۔ طلاق کو آخری حربے کے طور پر دیکھا جانا چاہئے اور اسے غیر ضروری طور پر استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ شادی ایک مقدس بندھن ہے اور اس کی حفاظت کی جانی چاہیے، جب تک کہ میاں بیوی کے درمیان دیگر تمام ممکنہ حلوں کی کوشش کرنے کے بعد مصالحت ممکن نہ ہو۔ اس حدیث کا مقصد مسلمانوں کو شادی کی قدر کرنے اور طلاق کو ہلکا نہ لینے کی ترغیب دینا ہے۔[19]

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ کو دو اہم باتیں بتائیں: پہلی یہ کہ غلام کو آزاد کرنا اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کام ہے، جو اسلام میں انسانی آزادی اور حقوق دیتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ طلاق اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ کام ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے مقدس بندھن کی حفاظت اور دوام کو کتنی اہمیت دی گئی ہے۔ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان غلاموں کی آزادی کے کام کو فعال طور پر اپناتے ہوئے شادی کو برقرار رکھنے اور طلاق کو صرف آخری حربے کے طور پر استعمال کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ جیسا حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا:

"جو عورت بغیر کسی مجبوری اور وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق مانگے تو ایسی بیوی پر جنت کی مہک بھی حرام ہے۔"[20]

---

17 ابو یعلی، امام ابو یعلی الموصلی، مسند ابو یعلی، حدیث نمبر (6651) دار المأمون للتراث دمشق۔ ط/1401ھ

18 ابوداؤد: سنن ابوداؤد، للامام سلیمان بن اشعث، حدیث نمبر 2178

19 دار قطنی، امام ابوالحسن علی بن عمر، سنن دار قطنی، حدیث نمبر 3984، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ط 1424/1

20 احمد، مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 22379، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ط 1421/1ھ

یہ حدیث مسلمانوں کو نکاح کے بندھن کی قدر کرنے، غیر ضروری مطالبات سے بچنے اور ازدواجی مسائل کے حل کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کی ترغیب دیتی ہے تاکہ شادی کو برقرار رکھا جاسکے۔ اسلام سے پہلے دنیا طلاق کے حوالے سے غلو اور زیادتیوں کا شکار تھی لیکن دین اسلام نے مطلقہ عورت کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے اسے دوبارہ نکاح کا حق دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جب تم عورتوں کو (دو بار) طلاق دے چکے ہو اور ان کی عدت پوری ہو چکی ہو تو یا تو انہیں حسن سلوک کے ساتھ نکاح میں رہنے دو یا انہیں شائستگی کے ساتھ رخصت کر دو اور ان کو تکلیف پہنچانے کی نیت سے نکاح میں نہ رہو۔ دینا اور ان پر زیادتی کرو اور جو ایسا کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور خدا کے احکام اور ان نعمتوں کا مذاق نہ اڑاؤ جو خدا نے تمہیں عطا کی ہیں اور کتاب اور حکمت کی باتیں جو اس نے تم پر نازل کی ہیں۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ ان کو یاد کرو اور خدا سے ڈرو اور جان لو کہ خدا ہر چیز کو جانتا ہے۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں دوسرے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں حلال ہوں۔ میں خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوں۔ یہ تمہارے لیے بہت اچھا اور پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"[21]

"اگر کوئی بیوی اپنے پہلے شوہر کی عدت کے اندر شادی کرنا شروع کردے یا کسی اور سے شادی کرنا چاہے تو یقیناً اسے اس طرح کی شادی سے روکنے کا حق ہے۔"[22]

قرآن کریم نے قانون سازی اور اس کے نفاذ میں ایک منفرد اصول پیش کیا ہے کہ طلاق یافتہ خواتین کو ان کی مرضی کے مطابق شادی کرنے سے روکنا جرم ہے۔ خلاف ورزی میں بدعنوانی اور انسانیت کو پہنچنے والے نقصان کو واضح کیا گیا اور قانون کے نفاذ کے لیے تیار کیا گیا۔ خدا کے دیے ہوئے قانون کو ماننے میں تمہاری اپنی مصلحت بھی مضمر ہے، اگر تم اس کے خلاف جانے میں کوئی مصلحت سوچتے ہو تو یہ تمہاری کم نگاہی اور اس کے نتائج سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔[23]

سورہ البقرہ میں ارشاد باری ہے:

"یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر کہ طلاق والیوں کے لیے مناسب طور پر نان و نفقہ کا بندوبست کریں۔ اللہ تمہارے لیے اپنی آیتیں یونہی بیان کرتا ہے کہ کہیں تمہیں سمجھ ہو"[24]

طلاق یافتہ کے حقوق کو پورا کرنا فرض اور سنت ہے اور ان کے حقوق کی پامالی سخت ممنوع ہے۔ اگر کوئی شخص غافل ہو اور اس کے فراہم کردہ حقوق ادا نہ کرے تو تقویٰ اور حسن سلوک کے اوصاف کی وجہ سے قانون اس کی گرفت میں نہیں آسکتا لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے ضرور لیا جائے گا۔ اس سے آخرت ایمان اور احسان چھین لیا جائے گا۔ اس کے مطابق وزن طے کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

21 البقرۃ:232-231

22 عثمانی، علامہ شبیر احمد عثمانی، تفسیر عثمانی ص46

23 مفتی شفیع عثمانی، مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن ج577/1

24 البقرۃ:242-241

"اور تم میں سے جو غیر شادی شدہ ہوں اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہوں ان کا نکاح کر دو۔ اگر وہ غریب ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے مالدار کر دے گا اور اللہ حکمت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"[25]

طلاق یافتہ خواتین کا خیال رکھنا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ضروری ہے۔ اسلام لوگوں کو شادی کرنے اور کنواروں کا خیال رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے۔[26]

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:

"وہ غریب ہے، وہ غریب ہے، وہ غریب ہے، (حضور ﷺ نے تین بار فرمایا) وہ شخص جس کی بیوی نہ ہو۔ صحابہ نے پوچھا: خواہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خواہ وہ مالدار ہو، اگر اس کی بیوی نہ ہو تو وہ غریب ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عورت غریب ہے (تین مرتبہ فرمایا) جس کا شوہر نہیں ہے۔ رسول! اس کے پاس بہت دولت ہونے کے باوجود وہ غریب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تب بھی وہ غریب عورت ہے، اگر شوہر نہ ہو تو غریب عورت ہے۔"[27]

شادی اور ازدواجی زندگی انسانی صحت اور خوشحالی کے لیے بہت ضروری ہے۔ مادی دولت کے باوجود اگر کوئی مرد یا عورت شریک حیات کے بغیر ہو تو وہ حقیقی معنوں میں زندگی کی نعمتوں سے محروم ہے۔ اس حدیث کا مقصد شادی شدہ زندگی کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور لوگوں کو شادی کے بندھن کی قدر کرنے کی ترغیب دینا ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

" اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرو۔ ایک یہ کہ وقت ہونے پر نماز پڑھنا، دوسرا جنازہ کی تیاری کرنا، اور تیسرا یہ کہ غیر شادی شدہ عورت سے جب اس کا شوہر مل جائے تو اس سے نکاح کرے۔"[28]

ان اعمال کی اہمیت ان تین احکام سے ظاہر ہوتی ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی زبانی سے دیے گئے تھے۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ زنا کی لعنت عام ہو چکی ہے، بے حیائی اور فحاشی پھیل چکی ہے اور اخلاق و کردار بہت گر رہے ہیں، تو نہ صرف یہ کہ کنواری لڑکیوں کی شادی میں تاخیر ہو رہی ہے، بلکہ اگر کوئی بیوی اپنے شوہر کی وفات یا طلاق کی وجہ سے بیوہ ہو جائے تو اس کی دوبارہ شادی کو انتہائی بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے تمام احساسات اور خواہشات فنا ہو جاتی ہیں اور اس کی ساری زندگی غم واندوہ اور بے بسی کا منظر بن جاتی ہے۔

تجاویز:

1. بیوائیں اگرچہ غربت، شرم اور حیا کی وجہ سے دوبارہ شادی کی خواہش کا اظہار نہیں کر سکتیں، لیکن عزت اور وقار کی خاطر دوبارہ شادی کرنے سے گریز کریں، پھر بھی ہمیں انہیں صحیح طریقے سے آگاہ کرنا چاہیے اور انہیں شادی کرنے دینا چاہیے۔ اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔ اگر یہ شادی سچ ہو جاتی

---

25 النور:32

26 ابن منصور، سنن سعید بن منصور، حدیث نمبر 493، تحقیق حبیب الرحمن اعظمی، دارالکتب العلمیہ بیروت

27 الھیتمی، مجمع الزوائد، للعلامہ نورالدین الھیتمی، حدیث نمبر 7311، دارالکتب العلمیہ بیروت

28 امام ترمذی، سنن ترمذی، للامام ابی عیسی الترمذی، حدیث نمبر 171، ناشر مصطفی البابي الحلبي، مصر، ط1975/2

ہے، تو یہ ہونا چاہئے، اگر وہ نہ بھی چاہے تو وارثوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے مناسب طریقے سے قائل کریں اور اگر ایسا کیا جائے تو اس کے مالی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ ایسی بیواؤں کو رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ ازواج سے تشبیہ دی جائے گی اور انہیں اجر دیا جائے گا۔

2. اگر کوئی بیوہ اپنے شوہر کی موت کے بعد دوبارہ شادی کرتی ہے تو اس پر الزام تراشی نہیں کی جانی چاہیے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے اور اس کی حفاظت کے لیے ایک جامع میکانزم قائم کیا جانا چاہیے۔
3. ایک بیوہ کی زندگی دوسرے مذاہب کے برعکس اس کے شوہر کی موت کے ساتھ ختم نہیں ہوتی، جو جنازے اور رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتے، لیکن اسلام اسے اس مصیبت پر قائم رہنے کی تلقین کرتا ہے۔
4. حکومت کو چاہیے کہ وہ مستقل محکمے اور فلاحی ادارے قائم کریں جو انہیں بیت المال سے ہر ماہ سادہ زندگی الاؤنس کے نام پر فنڈز جاری کریں۔ ان کے بچوں کو سرکاری اداروں / نجی اداروں میں اعلیٰ تعلیم مفت فراہم کی جائے۔
5. جو مرد دوبارہ نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں وہ بیوہ یا طلاق یافتہ عورتوں سے سنت کے طور پر نکاح کریں، تاکہ یہ بیوائیں اور یتیم بچے بھی محفوظ رہیں اور اسے فساد کے اس دور میں سو شہیدوں کا ثواب بھی ملے۔
6. بیواؤں اور طلاق یافتہ خواتین کے ساتھ ان کے خاندان اور معاشرے کی طرف سے غیر ضروری زیادتی اور تشدد کو روکنے کے لیے سخت قوانین بنائے جائیں اور ان کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کو سخت سزا دی جائے۔
7. ججوں کو چاہیے کہ وہ خاندانی تنازعات اور بیواؤں اور طلاق یافتہ افراد کی شکایات کو جلد از جلد حل کریں۔

خلاصہ / نتیجہ:

ہمارے معاشرے میں طلاق یافتہ عورت کی شادی کو عموماً عیب دار سمجھا جاتا ہے۔ طلاق کے بعد اس کے سابق سسرال والے لڑکی کو بدتمیز، بدکردار، بد چلن وغیرہ ثابت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور معاشرہ بھی اسے برا سمجھتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں مرد، بیوی کی موت یا علیحدگی کے بعد دوبارہ شادی کرتا ہے تو لوگ اس کے فیصلے پر خوش ہوتے ہیں۔ اس کی دیکھ بھال اور بچوں کی پرورش کے لیے دوبارہ شادی کرنا لازمی ہے۔ لیکن اگر کوئی بیوہ یا طلاق یافتہ عورت دوسری شادی کرتی ہے تو اس پر الزامات عائد کیے جاتے ہیں۔ اگر بیوہ یا مطلقہ بیوی اپنے والدین یا بھائی کے گھر رہنا چاہے تو رشتہ دار، ہمسائے اور دوسرے اس پر انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ طلاق یافتہ عورت سے شادی کرنا ایک پاکیزہ کام ہے، نکاح کے ذریعے نسب بھی پاکیزہ اور محفوظ ہوتا ہے، اس لیے اسلام نے اسے نیکی کا درجہ دیا ہے۔ طلاق دینا اسلام میں کوئی عیب نہیں اور نہ ہی طلاق یافتہ عورت سے شادی کرنا کوئی بری بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت زینب بنت جحش سے شادی کی اور اللہ تعالیٰ نے اس نکاح کو اپنی طرف منسوب کیا۔ عورت کا دوسری شادی کرنا کوئی بری بات نہیں۔ طلاق یافتہ عورتوں اور بیواؤں سے نکاح کر کے رسول اللہ ﷺ نے اس خیال کو ختم کر دیا کہ عورت کا طلاق ہونا عیب ہے۔ دوبارہ شادی نہ صرف جائز ہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو دوبارہ شادی کرنی چاہیے۔ بیوہ یا مطلقہ سے شادی کرنا زیادہ افضل ہے کیونکہ یہ عورت کی حفاظت ہے اور ایسی عورتوں کو عیب دار سمجھنا ہمارے معاشرے کے لیے برا ہے۔

کتابیات

القرآن

ابن بشران، ابو قاسم بشران، امالی ابن بشران، الناشر، دار الوطن الریاض، ط1418/1ھ،، حدیث نمبر (869)

ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: مصطفی السید محمد دار النشر : مؤسسۃ قرطبۃ بیروت، ج396/3-397
ابن منصور، سنن سعید بن منصور، تحقیق حبیب الرحمن اعظمی، دار الکتب العلمیہ بیروت، حدیث نمبر 493
ابوالحسن ندوی، اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض، ص39 ناشر جامعہ مؤمنات اسلامیہ لکھنؤ 1999م
ابوداؤد، سنن ابوداؤد، للامام سلیمان بن اشعث، حدیث نمبر 2178
ابوداؤد، امام سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد محمد محی الدین المکتبۃ العصریۃ بیروت، حدیث نمبر (5149)
ابوداؤد، سنن ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، الناشر: دار الرسالۃ العالمیۃ بیروت، ط2009/1م، حدیث نمبر 2891
ابویعلی، امام ابویعلی الموصلی، مسند ابویعلی، دار المأمون للتراث دمشق۔ط/1401ھ، حدیث نمبر (6651)
احمد، مسند احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ط1421/1ھ، حدیث نمبر 22379
امام بخاری، صحیح بخاری شریف، للامام محمد بن اسماعیل بخاری۔ حدیث نمبر 5337، دار طوق نجات بیروت۔ط1422/1ھ
امام ترمذی، سنن ترمذی، للامام ابی عیسی الترمذی، حدیث نمبر 171، ناشر مصطفی البابي الحلبي، مصر، ط1975/2
بخاری، امام محمد بن اسماعیل، ادب المفرد، دار البشائر الاسلامیۃ بیروت۔ط1989/3م، حدیث نمبر (80)
دار قطنی، امام ابوالحسن علی بن عمر، سنن دار قطنی، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ط1424/1، حدیث نمبر 3984
الزبیدی، تاج العروس، للعلامہ مرتضی زبیدی، ج101/29۔ مکتبہ دار الھدایہ
سلیمان ندوی، سیرت نبوی ﷺ، حصہ 429/6، ادارہ اسلامیات لاہور سن طباعت 2002م
عثمانی، علامہ شبیر احمد عثمانی، تفسیر عثمانی، ج573/1
مفتی شفیع عثمانی، مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن ج577/1
الھیتمی، مجمع الزوائد، للعلامہ نور الدین الھیتمی، دار الکتب العلمیہ بیروت، حدیث نمبر 7311